رجسٹرڈ نمبر ا ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر | خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد | می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

کاکوری اخبار

پندرہ روزہ

جلد ۶ | کاکوری جمعہ یکم دسمبر سنہ ۱۹۳۹ء مطابق ۱۹ شوال المکرم سنہ ۱۳۵۸ھ | نمبر ۱۵

ادبیات

از جناب درد کاکوروی

ہے وہی عورت کہ ہو معصوم جسکی نوجواں | ہوش دنیا کیلئے بیباک جسکی بلبلاں
ہے وہی عورت کہ ہو جسکی درخشندہ جبیں | شاہد معصومیت اور دلنوازی کی امیں
ہے وہی عورت کہ جسکا دامن عصمت ہو پاک | جامۂ عفت ہو جسکا خار عصیاں سے نہ چاک
ہے وہی عورت کہ ہو معصوم جسکی ہر نگاہ | جو نہ کرنا چاہتی ہو اپنی عصمت کو تباہ
ہے وہی عورت کہ جسکی ہر ادائے رنگ نو | بے حجابانہ نہ کرتی ہو کسی سے گفتگو
ہے وہی عورت کہ آوارہ نہ ہو جسکا شباب | جسکے سینے پر رہے آنچل حیا کا کامیاب
ہے وہی عورت کہ نفرت ہو جسے اظہار سے | جو نہ عورت سے کبھی پازیب کی جھنکار سے
ہے وہی عورت جوانی جسکی ہو عصمت مآب | ہو اُسے دشوار ہر صورت سے رہنا بے حجاب
ہے وہی عورت کہ جسکی ہو محبت پاکباز | جو جھٹک دے اپنے دامن سے غبار حرص و آز
ہے وہی عورت کہ جسکا حسن ہو بیا مشتری | ہو نہ دنیا کیلئے باصد فریب دلبری
ہے وہی عورت کہ بازاری حیا جسمیں نہ ہو | جو نہ چھوڑ دے کرے آوارہ اپنے حسن کو
ہے وہی عورت جوانی جسکی ہو حسن شکیب | زیب تن رکھتی نہ ہو پیراہن مکر و فریب
ہے وہی عورت جو نیک مرتش نیک انجام ہو | پرورش بچوں کی بس دن رات جسکا کام ہو
ہے وہی عورت کہ جسکا جلوۂ حسن جمال | ہو نہ آلودہ ہوس سے اور نہ ہو سرکا وبال
ہے وہی عورت حیا ہو جسکے چہرے کا نقاب | نیک سیرت ہو سراپا پیکر حسن حجاب
ہے وہی عورت کہ جو غارت گر ایماں نہ ہو | دل کشی جس کی مذاق عام کے شایاں نہ ہو
ہے وہی عورت کہ جو زلفوں کا پھیلائے نہ جال | عصمتی ہر بات جسکا گندھا ہو بال بال
ہے وہی عورت کہ جسکی جوانی شرمسار | جو نہ ہو تیار کرنے کیلئے ہر دل شکار
ہے وہی عورت کہ جسکا غنچۂ باغ شباب | پردۂ عصمت سے پوشیدہ ہو بے آب و تاب
ہے وہی عورت کہ جو فیشن کی دلدادہ نہ ہو | بے حیائی کے لیے زنہار آمادہ نہ ہو
ہے وہی عورت کہ جسکی مست آنکھ نہ ہو خمار | اور دو شیزۂ صباحت عالم کو نہ دکھلا بہار

بہتر

بہتر گفتگو وہ ہے جو بالترتیب، منظم اور عام فہم ہو۔

بہتر بخشش وہ ہے کہ جو حقوق اپنے ذمہ واجب ہیں انکو زیادہ ادا کرنیکی کوشش کیجائے۔

بہتر مضمون نگار وہ ہے جو دریا کو کوزہ میں بند کر دے۔

بہتر کرم وہ ہے جو بدی پر بھی نیکی کرے۔

بہتر ادب وہ ہے کہ انسان حد سے نہ بڑھے۔

بہتر گفتگو وہ ہے جس سے کانوں کو بجائے نفرت کے رغبت ہو سکے۔

بہتر انسان وہ ہے جو اپنے علم سے قہر و غضب کو مغلوب کرے اور خرد کو غالب رکھے۔

بہتر انسان وہ ہے جو اپنی پرہیزگاری سے آرزو اور تیز خواہشوں کو مغلوب کر لے۔

بہتر انسان وہ ہے جس سے دوسروں کو فائدہ پہونچے۔

جو کام جتنی نیک نیتی سے کیا جائیگا اتنا ہی بہتر ہوگا۔

بہترین مشورہ دینے والا بہترین دوست ہے۔ ماخوذ (مشرق خیال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۶ | کاکوری جمعہ یکم دسمبر سنہ ۱۹۳۹ء | نمبر ۱۵

مسلمان غور کریں

ہمعصر اخبار "ایمان" نے اپنی ۱۵ نومبر کی اشاعت میں شرمناک حملہ کی سرخی سے ایک مختصر نوٹ لکھا ہے۔ جسکو ہم اپنے اہل وطن اور ناظرین اخبار کی عبرت حاصل کرنے اور ٹھنڈے دل سے غور و فکر کے ساتھ اپنی تنظیم کرنے کی جانب متوجہ کرنے کے واسطے درج کرتے ہیں:۔

"اٹلی نے جدید قوانین نافذ کیے ہیں جنہیں انسانی گروہوں کی تقسیم کرتے ہوئے عربوں کے متعلق یہ الفاظ لکھے گئے ہیں "جنس انسانی میں عرب سب سے ادنیٰ ہیں" عربی اخبارات میں اٹلی کے اس نوٹ پر سخت اضطراب برپا ہے۔ موسولینی پر سخت لعن طعن کی گئی ہے اور اُس کے "محافظ اسلام" ہونیکے دعائے باطل کا مضحکہ اڑایا گیا ہے۔ مگر اٹلی نے اس کا کوئی اثر نہیں لیا۔ اُس کے جدید قوانین کی تمہید میں اب بھی یہی الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔"

"اٹلی کا حملہ شرمناک ہے۔ اطالوی عربوں سے بہت زیادہ ظالم ہیں فریبکار ہیں، حق و عدل سے دور اور شرافت و دیانت سے محروم ہیں لیکن اس کے باوجود عملی دنیا میں جو عزت و برتری اطالیہ کو حاصل ہے وہ عربوں کو حاصل نہیں۔ اس کا واحد سبب یہ ہے کہ اطالوی قوم منظم و متحد ہے۔ عربی قوم متفرق و منتشر ہے۔ ایک قوم خواہ کتنی ہی عابد، زاہد، نیک، بہادر اور صحیح العقیدہ کیوں نہو اگر وہ متحد و منظم نہو تو اقوام کی دنیا میں اُسے کبھی عزت حاصل نہیں ہو سکتی۔ آج قومی عزت کی بنیاد دیانت اور شرافت پر نہیں بلکہ طاقت اور تنظیم پر ہے۔"

آپ نے یہ نوٹ پڑھ لیا اور اطالیہ کے تضحیک انگیز الفاظ دیکھ لیے۔ یہ تو ہندوستان سے باہر غیر ملک کا حملہ ہے کیا آپ آئے دن ہندوستان میں اس سے زائد شرمناک حملوں کو اخبارات میں نہیں پڑھتے اور کانوں سے نہیں سنتے۔ ضرور پڑھتے اور سنتے ہیں۔ لیکن اثر نہیں لیتے۔ اب وقت نہیں ہے کہ ہم شیعہ، سنی، بریلوی، دیوبندی، حنفی اور اہلحدیث کے تفرقوں میں پڑے رہیں اور آپس کے خانہ جنگی سے اپنے کو ملعون کرتے رہیں۔ مستقبل قریب میں شدید انقلاب آنے والا ہے ہم اگر نہ چونکے اور ہمیشہ ور مولویوں کے اشاروں پر چلتے رہے تو ہماری تباہی و بربادی کو کوئی روک نہ سکے گا۔

مسلمانوں نے قرآن کریم کے تبلیغی پروگرام سے سرد مہری برتی اور سیاسی شوق اتنا بڑھا کر اندرونی خانہ جنگیوں میں مبتلا ہو گئے۔ جو حملے پہلے مذہب کے راہ سے ہوا کرتے تھے وہ اب سیاست کے پردہ میں کیے جا رہے ہیں۔ قومی خطروں کے اس جدید رجحان کا اندازہ کر کے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ ایسی تبلیغی پالیسی کی بنیاد رکھیں جس سے منافروں، جھگڑوں اور مذہبی منافرت کو برانگیختہ کرنے کا سد باب ہو جائے۔ اور ایسے طریق کار اختیار کیے جائیں کہ مسلم قوم متحد و منظم ہو کر ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائے۔ کہ آپس کی موجودہ کشمکش جلد ختم ہو کر اتفاق و اتحاد کی لہر دوڑ جائے۔

آپس کے جھگڑے جو آئے دن رونما ہوتے رہتے ہیں وہ ہمکو منظم ہونے نہیں دیتے یہی سبب ہے کہ غیروں کے حملوں کا کامیاب مقابلہ کرنے سے باز رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں تنظیم نہایت دشوار ہے بقول شخصے وہ فوج جسکے سپاہی آپس ہی میں الجھے ہوئے ہوں کون کہہ سکتا ہے کہ وہ غیروں کو مغلوب کر سکیں گے۔ ہم کو چاہیے کہ موجودہ اداروں سے ایسے اہل الرائے روشنخیال سمجھدار و صلح کل افراد کو چن لیں جو اُن پیشہ ور داعظین کو جو آپس میں منافرت پھیلاتے ہیں روکتے رہیں۔ اور ہر امکانی کوشش کی جائے کہ عوام پر سے اُن کا اثر زائل ہو۔ اگر تنظیم و اتحاد کی اسپرٹ ہم میں پیدا ہو جائے اور قرآن کریم کے ہدایات پر سچے دل سے عمل کرنیکا جذبہ و شوق لیں جاگزیں ہو جائے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ زمانہ دور نہیں کہ جب عربوں اور مسلمانوں پر چشم نمائی کرنیوالے وہی کہیں گے جو اب اتاترک مصطفےٰ کمال کی بدولت ترکی کے مرد بیمار کو کہہ رہے ہیں۔

عاشقی اور اہل مغرب

شیخ محمد حمید حسن صاحب عباسی لشتری

۱- عاشق معشوق کا ہو رہتا ہے۔ اسکی پروا نہیں کرتا کہ معشوق بھی اُسے چاہے کسی کا ہو رہنا مکمل قربانی ہے جس شخص میں یہ جوہر موجود ہو اسپر بغیر پس و پیش اعتبار کر لینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ (ڈرہلا)

۲- خلوص و محبت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں تو سمجھنا چاہیے کہ ہماری تخلیق کا مقصد پورا ہو رہا ہے۔ وہ آدمی بیکار اور اپاہج نہیں ہوتا جسکے دل میں محبت جاگزیں ہو۔ (اسٹیونسن)

۳- مخلص دوست اپنی ہستی سے گذر کر دوست کی خوبیوں میں جذب ہو جاتا ہے۔ اور دوست کی برائیوں پر کبھی نظر نہیں ڈالتا۔ دوست کی خوبیاں اسکی نظر میں اپنی خوبیاں ہو جاتی ہیں۔ عشق سے وہ اپنے دوست کے اندر و فور محبت میں خود اپنے کو قائم کر دیتا ہے۔ اسوقت اُسکا قلب ایک لطیف سفینہ ہوتا ہے جو مسرت کے پُر جوش سمندر میں خوشگوار ہچکولوں کا ناقابل بیان لطف حاصل کرتا ہے۔ واقعی قابل صد رشک ہے اس شخص کا مزاج جو اپنے کسی دوست کو سراپا خوبی سمجھے۔ (ٹامس ہیوز)

۴- اپنی محبت کو اپنے محبوب کے پاس تک پہونچاؤ۔ اسطرح پہونچاؤ جیسے آم جگہ پر تیر پیوست ہو جاتا ہے۔ اس طرح نہیں جیسے دیوار پر گیسند۔ (فرانسس کوارلز)

۵- دنیا میں سب سے زیادہ قیمتی تحفہ محبت ہے۔ تحفہ دینے کے لیے سب کچھ موجود ہے لیکن ایسا تحفہ جو خود ہر چیز کا بدل ہو سکے اور دوسری کوئی چیز اسکی ہم پایہ نہ ہو محبت اور صرف محبت ہے۔ (کنڈال)

۶- محبت عین بیداری ہے نہ کہ خواب غفلت۔ محبت ایک مسلسل کوشش ہے مگر ان تھک۔ محبت بے دست و پا ہے مگر مجبور نہیں۔ محبت والا اہل خطرہ سے پُر ہے مگر منتشر نہیں۔ مختصر یہ کہ محبت ایک مشعل کی چمکتی ہوئی روشنی یا آگ کی بھڑکتی ہوئی لو ہے جو اپنا راستہ بلندی کی طرف ڈھونڈھ لیتی ہے اور بیچ سامنے کسی چیز کو حائل نہیں پاتی۔ (ٹامس کیمپس)

۷- محبت یگانگی کا ایک ایسا جذبہ ہے جو دوسرے شخص کے ہر نسل کی توجہ اسی طرح کرتا ہے جیسے اپنے کسی نسل کی۔ (رابرٹ ہاربر)

۸- اگر کسی کو ایسی ہستی مل جائے جس سے مطلق ظاہر داری نہ برتنا پڑے تو خالق و مخلوق کسی کو بھی وجہ شکایت نہ پیدا ہوگی۔ (اسٹیونسن)۔

۹- محبت نے میری آنکھوں کو کیا کر دیا جن میں کسی چیز کا اصلی خاکہ نہیں جمتا۔ اگر یہ اصلی خاکہ ہے جسے میں دیکھ رہا ہوں تو میری قوت تمیز وادراک کہاں گئی کہ مجھے دنیا کی کوئی چیز اچھی نہیں معلوم ہوتی سوائے اپنے محبوب کے۔ (شیکسپیر)

۱۰- محبت کی آنکھ کہاں تک قابل اعتبار ہو سکتی ہے جس پر ہر وقت اشکوں کی بوچھار اور نظاروں کی یورش رہتی ہے۔ (شیکسپیر)

۱۱- انسانی اکرام کی دلدادہ سند اور خواہشات کی ہوا و ہوس ایک بیج ہے جسکو "سادہ زندگی اور بلند خیال" کے اصول کے نام سے بویا جاتا ہے یہی وہ درخت ہے جسپر شوریدہ سر بوالہوس عاشق اپنے محبوبہ کا نام کندہ کرتا ہے لیکن میرا وفادار دل پرکار کی طرح تجھی پر نظریں جمائے تیری ہر جنبش کے ساتھ گردش کرتا رہیگا۔ (گرے)

معذرت

معاونین کرام سے ہم معذرت خواہ ہیں کہ اخبار اس مرتبہ تین دن کی تاخیر سے شایع ہو رہا ہے جسکی وجہ خاکسار اڈیٹر کی ہرج طبیعت اور اکثریت کے صوبوں دفتر کی کاکوری میں آمد کے سبب مصروفیت تھی۔ امید کہ معزز ناظرین اس اتفاقیہ تاخیر کو معاف فرمائینگے۔

رواج یا سماج کا ظلم

ایک خط

از ایچ۔ ایس۔ نگار

پیاری رشیدہ!

اس روز باتوں میں منور کا نام میری زبان سے نکل گیا تھا۔ اور تم پیچھے پڑ گئیں کہ بتاؤ منور کون ہے۔ میں آج حسب وعدہ تمہیں منور کا قصہ سناتی ہوں اسوقت مجھے کافی فرصت ہے لو سنو۔

یہ قصہ میری طالب علمی کے زمانہ کا ہے جب میں کانپور کے ایک گرلز ہائی سکول میں پڑھتی تھی۔ اور بورڈنگ میں قیام تھا۔

منور میری دور کی رشتہ دار تھی اور عمراً ہم جماعت ہونے کی وجہ سے میں اسکے ہاں جایا کرتی تھی۔ ہم دونوں نے ایک ساتھ ایک ہی اسکول سے مڈل کا امتحان دیا تھا۔ وہ میری دوست تھی۔ ہم لوگ ہر کام ساتھ ساتھ کرنے کے عادی تھے۔ ہر شرارت، ہر کھیل، ہر سبق میں وہ میرے پہلو بہ پہلو رہتی تھی۔ وہ نہایت خوش مزاج شوخ اور چلبل لڑکی تھی۔ مگر بلا کی ذہین کلاس میں بھی بیٹھ کر کبھی شرارتیں کرنے سے باز نہیں رہتی تھی۔ وہ بہت ہی ہر دل عزیز لڑکی تھی اور تمام استانیاں اسے چاہتی تھیں کیونکہ وہ ایک ہوشیار طالب علم تھی۔ اور ہر ایک استانی کا کام بخوبی پورا کرتی تھی سوائے ایک بوڑھے پنڈت جی کے جنہیں وہ ہمیشہ بڑھا بھاڑ کہا کرتی تھی۔ اور آئے دن ان پر نئے نئے طریقوں سے شرارتوں کی مشق کی جاتی تھی وہ آج تک اسکے ہم جماعتوں کو ہنسا دیتے ہیں۔ ایک روز جب پنڈت جی درجہ میں بیٹھے بیٹھے اونگھ گئے تو ان کی شیشے کی طرح صاف شفاف گھٹی ہوئی چاند پر نیلی روشنائی کی دوات کا رقص مجھے اب تک یاد ہے۔

ایک روز میں منور کے ہاں گئی تو اسکی والدہ نے جنہیں میں امی کہتی ہوں۔ ہمارا تعارف چند بزرگ خواتین اور ایک چھوٹے لڑکے سے کرایا۔ "بیٹی یہ تمہاری بڑی خالہ ہیں جو شاہجہانپور میں رہتی ہیں اور یہ تمہاری پھوپھی ہیں اور یہ تمہاری بھابھی اور یہ تمہارا خالہ زاد بھائی ہے۔" ہم لوگ اپنے نئے مہمان سے بہت جلد بے تکلف ہو گئے اسوقت میری اور منور کی عمر تقریباً گیارہ گیارہ سال تھی اور ہمارا نیا مہمان شاید ۱۲ سال کا تھا مگر اس نے کوئی چھٹائی بڑائی رکھنا پسند نہیں کی اور ہم لوگوں میں اسطرح گھل مل گیا گویا ہم لوگ ہمیشہ سے ساتھ ساتھ رہے ہیں۔ اسکا نام طلعت پاشا تھا۔

منور نے اپنے مہمان کی خاطر سے اپنی کئی رشتہ دار بہنوں کو چائے پر بلایا یہ ٹی پارٹی بڑی دلچسپ تھی اس میں ہمیں اپنے نئے مہمان کے متعلق بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ وہ چھٹے درجہ میں پڑھتا تھا۔ اور اب وہ لوگ شاہجہانپور کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہکر اپنے آبائی مکان میں رہیں گے کیونکہ ان کے والد کی پنشن ہو گئی تھی۔ ہمیں اسبات سے خوشی ہوئی کہ ہم لوگ ایک ہی شہر میں رہیں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ پھر پاشا وہیں اسکول میں داخل ہو گیا اور اتوار کے دن جب ہم لوگ اکٹھا ہوتے تو باغ میں جاکر شطرنج ورڈ میکنگ[ط] اور بیڈ منٹن میں کاٹ دیتے تھے اور بوڑھا انجمن اطمینان سے افیون کھانے کے بعد مٹھائی ٹونگا کرتا تھا۔ دن گذرتے گئے اور ہم لوگ ۱۳-۱۴ سال کے ہو گئے مگر منور کی شرارتوں میں کمی واقع نہ ہوئی اب ہم ساتویں میں تھے اور پاشا انٹرینس کی تیاری کر رہا تھا وہ نہایت ذکی، خلیق اور شرمیلا لڑکا تھا۔ اسکی معیت ہماری صحبتوں کا لطف بڑھا دیتی تھی اکثر نیر (منور کی چھوٹی بہن) اسے پریشان کرتی مگر اسے کبھی غصہ نہ آتا ہمارے خاندان میں پردہ بہت کم تھا مگر منور کو کبھی پاشا کی معیت میں باغ جانے کی اجازت نہ ملی۔

ہمارا امتحان قریب تھا کہ میں سخت ٹائیفائڈ میں مبتلا ہو گئی اور جب مجھ میں بیٹھنے کی طاقت آئی تو نتیجہ نکل چکا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس میں منور کا نام نہ تھا مجھے حیرت ہوئی مگر بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ جب میں بیہوش پڑی رہتی تھی تو منور میرے پاس بیٹھی رہتی تھی اور اسنے امتحان نہیں دیا تھا۔

آئندہ سال ہم لوگوں نے پھر ساتویں میں شرکت کی مگر اب منور

ط ایک کھیل کا نام جسکی مدد سے بچے اچھی طرح انگریزی سیکھ جاتے ہیں۔

کی شرارتیں رخصت ہو چکی تھیں وہ کچھ اداس سی رہتی تھی اور پڑھائی کی طرف توجہ نہ کرتی تھی میں نے اس سے اکثر اسکی وجہ پوچھی مگر اسنے ہنس کر ٹال دیا۔ میں نے دیکھا کہ منور پاشا سے بہت مانوس ہونے کے باوجود اس سے بولنا کم کر دیا ہے اور جب پاشا کا نام لیا جاتا ہے تو اسکی نظریں جھک جاتی ہیں اور وہ خود بخود شرما جایا کرتی۔ آخر مجھے وہ بات معلوم ہو گئی جو وہ مجھ سے چھپایا کرتی تھی۔ وہ پاشا سے محبت کرتی تھی۔ مگر اسکے والدین نے اسکی شادی ایک رئیس سے کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

جوں توں منور نے ساتویں آٹھویں کا امتحان دیا اور پھر پیا اپنے گھر آ گئی تھی مجھے عرصہ تک منور کی کوئی خبر معلوم نہ ہوئی میں نے اسے کئی خط لکھے مگر ایک کا بھی جواب نہ ملا آخر میں نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔

ایک مدت بعد میں ایک شادی میں کانپور گئی۔ منور بھی آئی ہوئی تھی۔ میں اسے دیکھ کر بمشکل پہچان سکی۔ وہ دوڑ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ میں نے دیکھا کہ اسکے گلاب کے مانند تر و تازہ رخسار تانبے کی طرح سیاہی مائل ہو رہے تھے۔ اسکی نرگسی آنکھوں کے گرد حلقے پڑے ہوئے تھے اور وہ سوکھ کر تصویر معلوم ہو رہی تھی۔ اسکی حالت دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ میں نے کہا

"منور۔ یہ تمہاری کیا حالت ہے۔ خدا کے لیے مجھ سے کہو۔ تم نے میرے کسی خط کا جواب نہیں دیا۔" وہ خاموش رہی۔ سامنے سے ایک دائی کی سی آنکھوں والی تقریباً جوان عورت جو زیوروں سے چھکڑے کی طرح لدی ہوئی تھی اسے بری طرح گھور رہی تھی۔ میں اسے اپنے ساتھ لے کر اس کمرے میں آ گئی جو میرے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ میں نے اسے اپنے پاس بٹھا لیا اور با اصرار اس سے پوچھا "پیاری منور کچھ تو کہو آخر یہ کیا حالت ہے۔" میرے اصرار پر منور نے اشک آلود آنکھوں سے اپنی داستان غم سنائی وہ آہستہ سے کہنے لگی "سلمیٰ پیاری۔ میں تم سے کچھ پوشیدہ رکھنا نہیں چاہتی میں چاہتی تھی کہ کسی کو اپنا ہمراز بنا کر دل کا بوجھ ہلکا کر دوں۔ تم میری بچپن کی ہمراز ہو"

تم جانتی ہو کہ میں کتنی کمسنی سے پاشا سے مانوس تھی اور بعد میں اس انس نے محبت کا رنگ اختیار کر لیا۔ اور اس کے لبوں سے ایک ہلکی سی آہ نکل گئی۔ لیکن میں نے کسی سے یہ راز بیان نہ کیا۔ آخر جب میں نے مڈل پاس کر لیا تو امی نے رئیس اشرف سے میری شادی کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے بہت مخالفت کی پیتر کے ذریعہ امی سے کہلوایا کہ میری شادی نہ کریں مگر میری بالکل شنوائی نہ ہوئی اور آخر کار ایک منحوس شام کو میرا نکاح رئیس اشرف سے ہو گیا۔ وہاں چند روز تک میری خوب خاطر مدارات ہوئی پھر میری نند نے جو میرے ساتھ ہی جھوٹی سچی شکائتیں اپنے بھائی سے کرنا شروع کیں یہاں تک کہ وہ مجھ سے متنفر ہو گئے چند ماہ ہوئے انکی دوسری شادی ہو گئی ہے اور میری زندگی مردہ سے بدتر ہے۔ سارے گھر کا زیور جائداد وغیرہ عیاشی میں رہن ہے اور گھر کے نوکر تک مجھے ذلیل سمجھتے ہیں۔"

یہ کہہ کر منور میرے گلے میں بانہیں ڈال کر زار و قطار رونے لگی۔ میرا دل بھر آیا اور میں بھی روئی جب طبیعت ٹھہری تو پاشا کا ذکر چلا اور معلوم ہوا کہ غریب پاشا محرومی قسمت کو برداشت نہ کر سکا اور ایک رات کو منور سے رخصت ہو کر نہ معلوم کدھر چلا گیا۔

منور نے کہا کہ "میں امی کے ہاں خانہ باغ میں شب کو ٹہل رہی تھی کہ پاشا داخل ہوئے وہ نظریں نیچی کر کے بولے منور مجھے معاف کرنا میں رخصت ہوتا ہوں۔" میں نے ہر چند روکا پاشا نہ مانا اور سلام کر کے چلے گئے۔ انکے والدین اس غم میں پاگل ہو گئے ہیں مگر پاشا کا پتہ نہیں اور پیاری سلمیٰ تمہاری منور بھی اب چند دن کی مہمان ہے۔ میں اس غم کو برداشت نہیں کر سکتی میری روح تحلیل ہو رہی ہے۔" میں نے کہا منور خدا کے لیے خاموش رہو یہ کیا کہتی ہو۔ اپنی حالت درست کرو جب میں منور سے رخصت ہوئی تو اس نے کہا کہ پیاری سلمیٰ اب میں جیتے جی تم کو دیکھ نہ سکوں گی میرے لئے دعائے خیر کرنا۔

پھر مجھے کانپور جانا اسوقت نصیب ہوا جب اپنی پیاری منور کی دائمی مفارقت کا تار مجھے ملا بیچاری نے کس حسرت سے مجھے بلایا تھا مگر میں صرف اسکی تربت پر چند آنسو گرا سکی۔

دیکھو پیاری رشیدہ بیچاری نوجوان لڑکی کا انجام کیا حسرتناک ہوا کہ کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے۔ خدا اسے جنت میں جگہ دے۔

زیادہ تم سے ملنے کی تمنا۔

(تمہاری سلمیٰ)

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزہ احباب اور جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کرکے مشکور کرتے رہیں۔ (ایڈیٹر)

موسم:۔ دن کو اب زیادہ دھوپ ناگوار نہیں ہوتی۔ زوال آفتاب کے بعد سے خنکی محسوس ہونے لگتی ہے اور شام سے تو کافی سردی معلوم ہوتی ہے۔ موسم خوشگوار و پُرلطف ہے۔

آب وہوا:۔ بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ معمولی نزلہ و زکام کی شکایت لوگوں کو ہو جانیکی اطلاعات ملی ہیں۔

ولادت:۔ معلوم ہوا کہ خواجہ عزیز احمد صاحب کی جد بدکل میں ۱۲ر نومبر ۱۹۳۹ء بروز سہ شنبہ بوقت دوپہر دختر تولد ہوئی۔ زچہ و بچی بخیریت ہیں۔

عقد:۔ حافظ محمد ظہور (شیخ سعدی محلہ) کی دختر نیک اختر کا عقد ۱۷ر نومبر ۱۹۳۹ء بروز جمعہ مولوی عبدالمبین خلف چہارم حاجی مولوی عبدالشکور صاحب (برادر عم حافظ محمد ظہور) کیساتھ ہوا اور اُسی روز رخصتی عروس عمل میں آئی۔ الحاج مولوی امیر احمد صاحب علوی نے نکاح پڑھایا۔

صحت و تندرستی:۔ (۱) شیخ اطہر علی عباسی عرف مدثر کے متعلق دریافت ہوا کہ اُنکے زخم مندمل ہو گئے ہیں اور میڈیکل کالج سے مکان واپس آگئے ہیں۔

(۲) جناب منشی احتشام علی صاحب کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ چاق ہے کچھ ضعف اور اضمحلال ابھی باقی ہے۔ دواؤں کا استعمال جاری ہے۔ انشاءاللہ بتدریج مزاج کی اصلاح ہو کر صحت عود کر آئیگی۔

(۳) والدۂ مولوی خلیل احمد عباسی کی بیشتر شکایتیں رفع ہو گئی ہیں اور لکھنؤ سے کاکوری واپس آگئی ہیں لیکن ضعف ابھی بہت ہے اور اختلاجی دورہ بھی اکثر ہو جاتا ہے۔ ہومیوپیتھک علاج سے اختلاجی شکایت میں کمی ہو گئی ہے۔ مگر رفع نہیں ہوئی ہیں۔

(۴) قاضی رشید رضا خاں عباسی نے جو علاج بواسیر کی تکلیف رفع ہونے اور مسوں کے گرانے کا شروع کیا تھا اُس میں ایک حد تک کامیابی ہوئی ہے۔ لیکن مسوں کے گرنے سے جو زخم پڑ گئے ہیں ان میں کچھ تکلیف باقی ہے جو انشاءاللہ بتدریج رفع ہو جائیگی۔

(۵) بیگم قاضی راشد علی خاں عباسی بی۔ اے۔ کو عید کے تیسرے دن درد قولنج کا شدید دورہ پڑا تھا۔ تمام دن سخت تکلیف رہی۔ ڈاکٹر سید محمد ہاشم نے فوراً انجکشن دیا اور دواؤں کے استعمال سے تکلیف رفع ہوئی۔ اب بفضلہ چاق و تندرست ہیں۔

(۶) قاضی انتظار علی خاں صاحب عباسی بی۔ اے۔ کو گذشتہ عشرہ میں شدید بواسیری دورہ پڑا تھا کئی دن تک برابر خون آتا رہا اور تکلیف رہی۔ شدائد رفع ہو گئے ہیں اور خون بھی بند ہو گیا ہے۔ طبیعت چاق ہے۔ ایک مجرب نسخہ مل گیا ہے۔ جس کے استعمال سے فائدہ ہو رہا ہے۔

علالتیں:۔ (۱) شیخ حیدر حسن عباسی کو بفضلہ اس طرف اسہال کا کوئی دورہ نہیں ہوا بلکہ کئی دن سے قبض ہے۔ طبیعت ماشاءاللہ چاق ہے اور غذا میں بھی حکیم صاحب معالج نے کچھ اضافہ منظور کر لیا ہے۔ اور اب بھوک بھی کھلی ہے۔ البتہ ابھی ضعف کافی ہے خداوند کریم عزیز موصوف کو جلد صحیح و تندرست فرمائے۔

(۲) معراج الحسن خلف ماسٹر اظہار الحسن کا علاج جاری ہے۔ سول سرجن معالج نے لکھا ہے کہ اگر ہاتھ نہ کاٹا گیا تو ایک سال مسلسل علاج سے ہاتھ کے درست ہونیکی اُمید کی جا سکتی ہے۔ ماسٹر صاحب نے ہاتھ کاٹنے کے بجائے ایک سال تک علاج کو جاری رکھنا منظور کیا ہے۔ باری تعالیٰ معراج الحسن کے ہاتھ کو درست فرماکر والدین کو مطمئن فرمائے۔

(۳) والدۂ منشی محب الرحمن علوی کے متعلق معلوم ہوا کہ علاج سے گذشتہ دنوں میں کسی قدر سکون ہوا تھا اُس کے اثرات کچھ دیرپا نہیں ثابت ہوئے، اس طرف پھر شدائد شروع ہو گئے اور دماغی انتشار پھر پیدا ہو گیا ہے۔ علاج برابر جاری ہے۔

(۴) بیوہ شیخ تلطف علی مرحوم کو عید کے بعد اسہال کا دورہ پھر ہوا تھا۔ مقامی ڈاکٹر سے رجوع کیا گیا اُن کے علاج سے فائدہ ہوا شدائد میں کمی ہو گئی۔ لیکن ضعف اور اضمحلال بہت بڑھ گیا ہے

اور اب کئی دن سے درد کمر کی تکلیف شروع ہو گئی ہے اللہ تعالےٰ صحت کلی عطا فرمائے۔

(۵) اورنگ آباد کی ایک تحریر سے دریافت ہوا کہ بیگم میرزا بت بیگ عباسی، بی، اے، ایل۔ ایل۔ بی، منصف و مجسٹریٹ دیجاپور بغرض علاج اورنگ آباد گئی ہیں اور وہاں کی لیڈی ڈاکٹر کے زیرِ مشورہ سول ہسپتال زیر علاج ہیں۔ یہ بھی تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ بمقابلہ پہلے کے شکایتوں میں خفت ہے لیکن ہنوز ازالۂ شکایات نہیں ہوا۔ باری تعالیٰ عزیزہ مذکورہ کو جلد صحت کلی عطا فرمائے۔

متفرقات:- مسلم اکثریت کے صوبوں کے وفد کے سلسلہ میں ۳۰ نومبر ۱۹۳۹ء کو اراکین وفد کاکوری مسلم لیگ کے دعوت پر ملیح آباد سے شام کو کاکوری آئے اور رات کو جلسہ ہوا۔ تفصیلی کارروائی آئندہ درج اخبار ہوگی۔ اور یکم دسمبر کو ۹ بجے وفد لکھنؤ روانہ ہو گیا۔

(۲) مسٹر نصرت اللہ نفیسی، تحصیلدار لکھنؤ بسلسلۂ دورہ ۲۳ نومبر ۱۹۳۹ء کو کاکوری آئے اور ۲۷ تاریخ تک قیام کر کے ۲۸ نومبر کو لکھنؤ واپس گئے۔ تحصیلدار صاحب موصوف نے اپنے دوران قیام کاکوری میں بعض ضروری معاملات نیز بعض اہل قصبہ اور اکثر ممبران ٹاؤن ایریا سے تبادلۂ خیالات کیا۔ اور اپنے اخلاق و طرز عمل سے نہ صرف خواص بلکہ عام پبلک کو گرویدہ کر لیا۔

(۳) اس امر کی اطلاعات مل رہی ہیں کہ دفعتاً بنیوں نے اجناس وغیرہ کے نرخوں میں اضافہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے قصبہ میں عام ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ اور عام طور سے لوگ سخت پریشان ہیں۔ حکام جلد توجہ کریں۔

(۴) سید خورشید علی بقا، سکریٹری، بزم ادب، اطلاع دیتے ہیں کہ ایک عام مشاعرہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۹ء بروز دوشنبہ ۸ بجے صبح کو قاضی راشد علی خانصاحب عباسی، بی۔ اے کے دولتکدہ پر بمقام محلہ قاضی گڑھی انعقاد پذیر ہوگا۔ شعرا اور سخن فہم حضرات سے شرکت کرنیکی استدعا کی گئی ہے۔ مصرع طرح:-

"میرا سوال حسن اپنا جواب رہنے دے"

ثواب۔ عذاب۔ حجاب وغیرہ قوافی رہنے دے ردیف۔ بیرونجات کے شعرا سے جو شرکت نہ کر سکیں، اپنی غزل سکریٹری بزم ادب بتوسط دفتر کاکوری اخبار بھیج سکتے ہیں۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۸ کالم ۲)

اور دونوں حصوں کا ایک ساتھ لکھنؤ سٹی مسلم لیگ کی جانب سے شاندار استقبال ہوگا اور جلوس نکالا جائیگا۔

الہ آباد۔ میں کانگریس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس تین چار روز بڑی گرمجوشی سے ہو کر ختم ہو گئے۔ اب آئندہ جلسہ ماہ دسمبر میں واردھا میں ہوگا۔ الہ آباد کے جلسہ میں متفقہ طور پر گاندھی جی، کانگریس کے ڈکٹیٹر مقرر ہو گئے اور وہی کانگریس کے لئے لائحہ عمل مرتب کرینگے۔

کلکتہ۔ میں فارورڈ بلاک ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ۲۴ نومبر کو مسٹر بوس کی صدارت میں ہوا جسمیں اہم مسئلہ موجودہ صورت حالات پر غور کر کے یہ طے کرنا کہ ممبران کو کیا روش اختیار کرنا چاہئے۔

دہلی۔ سے ایک پریس کمیونیک شائع ہوا ہے کہ وزیر ہند نے طے کیا ہے کہ یوروپین اور ہندوستانی نسل کی برطانوی رعایا جو برما میں سکونت پذیر ہے سنہ ۱۹۴۱ء انڈین سول سروس کے امتحان مقابلہ میں شریک ہو سکیں گے۔

سکھر۔ میں منزل گاہ کے قضیہ میں جو ایجی ٹیشن ایک ماہ سے شروع ہوا تھا گذشتہ ہفتہ میں اس سلسلہ میں شدید ہندو مسلم فساد ہو گیا جس میں بہت سے لوگ ہلاک اور بڑی تعداد میں مجروح ہوئے۔ نہ صرف سکھر بلکہ گرد و نواح کی حالت بھی بہت خطرناک ہو گئی ہے فوج اور پولیس کے زبردست پہرے لگا دیئے گئے ہیں ابھی تک حالات پر پوری طرح قابو نہیں حاصل ہوا ہے۔ آتش زنی۔ لوٹ مار اور قتل و خون کی اطلاعیں آ رہی ہیں۔

الہ آباد۔ یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد میں گورنر یو۔ پی اس بنا پر شرکت سے انکار کر دیا تھا کہ طلبہ سینٹ ہال پر کانگریسی جھنڈا اس موقع پر لگانا چاہتے تھے۔

لکھنؤ میں بھی یونیورسٹی یونین کی عمارت پر کانگریسی و مسلم لیگ کے جھنڈوں کے لگانے کا قضیہ پیش ہوا تھا بالآخر دونوں اداروں کے جھنڈے لکھنؤ یونیورسٹی یونین کی عمارت پر لگا دیئے گئے۔

اخباری دنیا

لندن۔ کے مشہور اخبار نے ترکی کی بین الاقوامی حکمت کے متعلق اظہار رائے کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ترکی نے اس وقت بڑی دانائی و ہوشمندی سے کام لیا ہے۔ اگر ترکی کی طرح دوسرے مغربی ممالک بھی ایسا ہی کرتے تو جنگ کی آگ یورپ میں نہ لگتی۔

جرمنی۔ کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہٹلر اپنے کیئے پر بہت پشیمان ہے۔ اُس کے حلیفوں نے جو وعدہ اُس سے کیئے تھے وہ پورے نہیں کیئے۔ اٹلی اب جرمنی کی امداد پر آمادہ نہیں ہے، رُوس نے گو اُس کی امداد کی لیکن وہ جرمنی کو بہت گراں داموں پڑی ہے۔ پولینڈ کے اچھے علاقہ جرمنی کے ہاتھ نہ لگے اور روسی سرحدیں جرمنی مقبوضات سے مل گئیں جس کے معنی یہ ہوئے کہ دو دشمن ایک دسترخوان پر بٹھا دیئے گئے ہیں۔ جن کا بگاڑ کبھی ضرور ہوگا۔

ترکی۔ اخبارات فرانس اور برطانیہ سے ترکی معاہدہ پر بڑی خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور سب اخبارات نے یک زبان ہو کر اعلان کیا ہے کہ فرانسیسیوں اور انگریزوں سے دوستی کے جذبات ترکوں کے دلوں میں پیدا کر دیئے ہیں۔

ترکی۔ کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ ترکی محکمۂ جنگ نے ۲۲ لاکھ پونڈ کے سرمایہ سے ایک بحری اسلحہ خانہ تعمیر کرنے کا ارادہ مصمم کر لیا ہے اس اسلحہ خانہ سے ترکی کی بحری قوت بہت بڑھ جائیگی۔ اور وہ اپنے حلیفوں کی بھی کافی امداد کر سکے گا۔

قاہرہ۔ کے سیاسی حلقوں میں یہ خیال عام ہو رہا ہے کہ اس نازک دور میں فلسطین کو مصر کے ساتھ شامل کر دیا جائے گا۔

اسکندرونہ۔ میں ایک کانفرنس ہوئی تھی جس میں فلسطین، مصر، لبنان، عراق، شام اور سوڈان کے نمائندے شریک ہوئے اور سبھوں نے طے کیا کہ اس موقع جنگ پر فرانس اور برطانیہ کی حمایت کر کے جمہوریت دوستی کا ثبوت دینا چاہیئے

سوئٹزرلینڈ کے باشندوں کو منع کر دیا گیا ہے کہ وہ کسی حکومت کی طرف سے نہ لڑیں۔ یہ حکم فیڈرل کونسل کی طرف سے اس لیئے دیا گیا ہے کہ سوئٹزرلینڈ کے کچھ آدمی متحارب حکومتوں کی طرف سے لڑنے کے لیئے تیار ہو گئے تھے جس کا اثر اُس کے غیر جانبداری کے اعلان پر پڑے گا۔

مشرقی افریقہ۔ کی اطلاع سے معلوم ہوا کہ حبش میں پھر قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ حبشی فوجوں نے دارالسلطنت کا محاصرہ کر لیا۔ اور حبشی جنرل راس ابی۔ ابی نے شہنشاہ حبش کے محل پر حبشی جھنڈا نصب کر دیا۔

روس۔ اور جرمن کمیشن کے درمیان معاہدہ ہوا ہے جسکی رو سے جرمن قوم اور جرمنی زبان بولنے والے باشندوں کو پولینڈ کے روسی علاقہ سے ہٹا لیا جائے گا۔ اسی طرح پولینڈ کے جرمن علاقہ میں جو روسی اور یوکرین کے باشندہ آباد ہیں وہ اُسے خالی کر دیں گے اس معاہدہ کا اثر دس لاکھ روسیوں اور ایک لاکھ پندرہ ہزار جرمن باشندوں پر پڑیگا۔

۱۸ نومبر کو ایک جرمن آبدوز نے برطانیہ کے دس ہزار ٹن کے نئے کروزر بلفاسٹ نامی کو تارپیڈو مار کر مجروح کر دیا۔ جہاز کو کھینچ کر ساحل پر پہونچا دیا گیا۔

مغربی محاذ پر سخت برفباری ہونے کی اطلاعات آ رہی ہیں جسکی وجہ سے ہوائی سرگرمیاں بھی سرد پڑ گئی ہیں۔

لندن سے ۲۶ نومبر کو اطلاع ملی ہے کہ دو برطانوی اسٹیمر دو روز کے اندر اور تباہ ہوئے۔ یہ دونوں جہاز بھی بحر شمالی میں جرمنی مقناطیسی سرنگوں سے ٹکرا کر غرق ہوئے۔

صوبہ یوپی۔ میں مسلم اکثریت کے صوبوں کا وفد جس میں بلوچستان سرحد، پنجاب اور سندھ کے مسلم اکابر شامل ہیں۔ ۳۰ نومبر ۱۹۳۹ء کو سہارنپور پہونچا تھا اور وہاں سے اُس کے دو حصّے ہو کر ایک حصّہ میرٹھ، آگرہ وغیرہ سید ذاکر علی صاحب کے ہمراہی میں کانپور ہوتا ہوا یکم دسمبر کو صبح ۱۰ بجے لکھنؤ پہونچ رہا ہے اور دوسرا حصہ الحاج مولانا کرم علی صاحب ملیح آبادی کی ہمراہی میں مراد آباد، بریلی، لکھیم پور، سیتاپور، شاہجہانپور وغیرہ ہوتا ہوا کاکوری ۱۰ بجے صبح یکم دسمبر کو لکھنؤ پہونچیگا۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۷ کالم ۲ پر)

یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین پرنٹر طبع ہو کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (دلال امّی) کاکوری سے سید محمد مشیر الدین نے شائع کیا